جشن عیدِ میلاد النبی ﷺ مبارک

۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

07 اکتوبر، 2022ء

شانِ ولادت خصائص سے ہے/ شانِ ولادت بزبانِ رحمتِ عالم ﷺ/ آسمانی کتابوں میں شانِ ولادت کا تذکرہ
شانِ ولادت اور مشاہداتِ سیدتنا آمنہ/ تذکرۂ شانِ ولادت وبعثت سے خوشی/شانِ ولادت کا ذکر اور محبت واطاعت کا فروغ

042-37374429 0315-7374429 alnizamia7374429@gmail.com
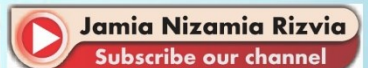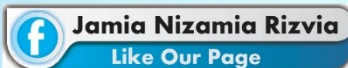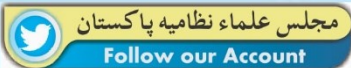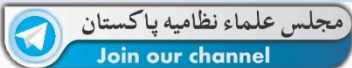
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۔[التوبہ 128:9]

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کو بے شمار ایسی خوبیاں عطا فرمائی ہیں جو سیدنا آدم علٰی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے لے کر آخری انسان تک، اولین و آخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی زبانِ مبارک سے اپنی یہ خوبیاں بیان فرماتے، بلکہ ایسی کئی عنایات کا تذکرہ خود باری تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآنِ مجید میں بھی فرمایا ہے۔ علما اِنھیں "خصائصِ مصطفیٰ ﷺ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

خصائصِ مصطفیٰ ﷺ کو "بے شمار" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق شمار اُسے کر سکتی ہے جس کی کوئی حد اور انتہا ہو... اگر باری تعالیٰ نے اپنی عنایات کا سلسلہ موقوف کر دیا ہوتا، کہ جو کچھ دینا تھا وہ سب دے دیا تو بھی مخلوق شمار نہ کر پاتی، اُس کریم ذات کی اپنے حبیب ﷺ پر عنایات کا عالَم تو یہ ہے کہ وہ فرماتا ہے: وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ۔ (ایک تفسیر کے مطابق اِس کا ترجمہ ہے) "اور یقیناً آپ کے لیے ہر آنے والا لمحہ پچھلے لمحہ سے بہتر ہے۔"[1][الضحیٰ 4:93] جب لمحات کا شمار ممکن نہیں تو لمحہ بہ لمحہ ترقی افزوں کمالات کا شمار بھی ممکن نہیں۔ اعلیٰ حضرت، سفیرِ عشق و محبت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

تیرے تو وَصف عیبِ تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہُوں میرے شاہ! میں کیا کیا کہوں تجھے[2]

کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثناخواں کی خامُشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے مَیں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضا نے ختمِ سخن اِس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

خصائصِ مصطفیٰ کریم ﷺ میں سے ایک "شانِ میلاد" بھی ہے۔ یعنی جس شان کے ساتھ رحمتِ عالم ﷺ اِس دُنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں، ایسے نہ پہلے کوئی آیا ہے نہ بعد میں کوئی آئے گا۔ ابھی وہ اِس دُنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ ہر اُمّت میں اُن کی آمد

---

[1] مزید کے لیے دیکھیے: تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، تحت الآیۃ

[2] یا رسول اللہ آپ کے اوصافِ حمیدہ کی انتہا نہیں، وہ تناہی (ختم ہو جانے) کے عیب سے پاک ہیں، میرے آقا! مَیں حیران ہوں کہ آپ کی تعریف کرتے ہوئے کیا کیا کہوں؟

کا انتظار اور اُن کے میلاد کے چرچے تھے، اُن کی ولادت ہوئی تو عرش و فرش پر اُس کی دھوم تھی، صدیاں گزرنے کے بعد بھی جس شان کے ساتھ اُن کے میلاد کا جشن ہوتا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور اِن شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک آپ کا ذکرِ خیر اِسی طرح بڑھتا رہے گا۔

مرزا اسد اللہ خان غالب نے بہت خوب کہا:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است[1]

چنانچہ آج کے خطبہ میں سیدِ عالم ﷺ کی بے مثال شانِ ولادت سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

## شانِ ولادت بزبانِ رحمتِ عالم ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا میلاد منانے اور آپ کی شانِ ولادت کو بیان کرنے اور سننے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی محبت میں اِضافہ ہو اور پھر محبت کی برکت سے پیروی کی بھی توفیق نصیب ہو جائے۔ اُمّت کو محبت واِطاعت کی دولت عطا کرنے کے لیے بعض اوقات نبی رحمت ﷺ اپنی زبانِ اقدس سے خود بھی اپنے بے مثال میلاد کا تذکرہ فرماتے تھے۔

صحابیٔ رسول سیدنا عِرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں نے مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «إِنِّيْ عِنْدَ اللهِ مَكْتُوبٌ بِخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ.» یعنی ”ابھی حضرت آدم پیدائش کے مراحل میں تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مجھے خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لکھ دیا گیا“ (حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ ختمِ نبوت کا تاج میرے سر پر سجایا جائے گا)۔

مزید فرمایا: «وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ: دَعْوَةُ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ أَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.» یعنی ”مَیں تمھیں بتاتا ہوں کہ میری نبوت و عظمت کا اِظہار کیسے شروع ہوا، میرے جدّ امجد جناب ابراہیم نے میرے بارے میں ہی دُعا کی تھی، اور جناب عیسیٰ نے میری ہی خوش خبری سنائی تھی، اور مَیں ہی اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جو اُنھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا کہ اُن سے ایک نور نکلا جس سے اُن کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔“ (صحیح ابن حبان، حدیث: 6404، شرح السنہ، حدیث: 3626، شعب الایمان، حدیث: 1322)

---

[1] غالب! سرکارِ دوجہاں ﷺ کی تعریف و ثنا ہمارے بس میں نہیں، اُن کی تعریف ربّ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے؛ کیونکہ اُس کے علاوہ اُن کا مرتبہ کسی کو معلوم ہی نہیں۔

# آسمانی کتابوں میں شانِ ولادت کا تذکرہ

گزشتہ آسمانی کتابوں میں واضح طور پر سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اوصافِ کریمہ بھی بیان فرمائے گئے تھے، یہ بھی تذکرہ تھا کہ آپ کی ولادت کہاں اور کب ہوگی؟ اور یہ بھی وضاحت تھی کہ آپ ہجرت کرکے کس جگہ تشریف لے جائیں گے؟ آپ کی شانِ ولادت کتنی تفصیل کے ساتھ مذکور تھی، اِس کا اندازہ کرنے کے لیے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے۔

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی تاجر رہتا تھا (جس نے سابقہ آسمانی کتابوں میں ولادتِ مصطفی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نشانیاں پڑھ رکھی تھیں)۔ میلادِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم والی رات کو اُس نے قُریش (اہلِ مکہ) سے پوچھا: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هَلْ وُلِدَ فِيكُمُ اللَّيْلَةَ مَوْلُودٌ؟ اے قریش! کیا آج رات تمہارے قبیلہ میں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے؟ اُنھوں نے کہا: قسم بخدا! ہمیں معلوم نہیں۔ وہ کہنے لگا: فَانْظُرُوا وَاحْفَظُوا مَا أَقُولُ لَكُمْ: وُلِدَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ نَبِيُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْأَخِيرَةِ۔ یعنی دھیان سے سنو اور یاد رکھنا! آج رات اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی ولادت ہو چکی ہے۔ پھر اُس نے بتایا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہے۔

لوگ اُس کی باتوں سے تعجب کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور اِس بارے میں معلومات حاصل کرنے لگے، پتا چلا کہ آج سیدنا عبد المطلب کے گھر میں ایک چاند طلوع ہوا ہے، جس کا نام "محمد" ہے۔ اُنھوں نے یہودی کو بتایا۔ وہ کہنے لگا: مجھے اُس بچے کے پاس لے چلو۔ چنانچہ اُس نے محسنہ کائنات سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ اپنے چاند کی زیارت کروائیں۔ جب اُس نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پشتِ مبارک پر خاص قسم کے بال دیکھے، جو مہرِ نبوت کی نشانی تھے، تو وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟ کہنے لگا: ذَهَبَتْ وَاللهِ النُّبُوَّةُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيلَ فَرِحْتُمْ بِهٖ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! أَمَا وَاللهِ لَيَسْطُوَنَّ بِكُمْ سَطْوَةً يَخْرُجُ خَبَرُهَا مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ یعنی ایک عرصے سے انبیا بنو اسرائیل میں پیدا ہوتے رہے، مگر اے قریش! تاجدارِ ختمِ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے تم (اہلِ عرب) میں پیدا فرمایا ہے۔ قسم بخدا! اِس بچے کو ایسی شانیں عطا ہوں گی کہ مشرق و مغرب میں اِس کے چرچے ہو جائیں گے۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 4177، دلائل النبوۃ للبیہقی، ج: 1، ص: 109، دار الکتب العلمیہ)

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی اور عیسائی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اچھی طرح پہچانتے تھے، مگر اپنی ہٹ دھرمی کے سبب ایمان سے محروم رہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شبِ میلاد زمین و آسمان میں اُن کی آمد کے چرچے تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

# شانِ ولادت اور مشاہداتِ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیٹ میں جلوہ گر ہونے سے آپ کی پیدائش تک اور پھر پیدائش کے بعد والے مراحل میں سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جن انوار و تجلیات اور انوکھے واقعات کا مشاہدہ کیا اُن میں سے کچھ اُنھوں نے بیان بھی فرمائے۔ حصولِ برکت کے لیے وقتِ ولادت کے چند مشاہدات ذکر کیے جاتے ہیں۔

**سجدہ کرتے پیدا ہوئے:** محسنہ کائنات سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فَلَمَّا خَرَجَ مِنْ بَطْنِيْ دُرْتُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا أَنَا بِهٖ سَاجِدٌ قَدْ رَفَعَ إِصْبَعَيْهِ كَالْمُتَضَرِّعِ الْمُبْتَهِلِ. یعنی جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ سجدہ کی حالت میں ہیں، عاجزی و انکساری کرنے والے کی طرح اپنی دو انگلیاں بلند کی ہوئی تھیں۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، حدیث:555، السیرة الحلبیة، باب ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:1، ص:80)

پیدا ہوتے ہی سجدہ کرنے میں جہاں اُمّت کی غم خواری تھی، وہاں یہ بھی اِشارہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ کا خصوصی قرب حاصل ہے؛ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق بندے کو رب تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب سجدہ میں حاصل ہوتا ہے۔[1] سلامِ رضا میں ہے:

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے دُرود
یادگاریِ اُمّت پہ لاکھوں سلام[2]

**چابیاں عطا ہوگئیں:** سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مزید فرماتی ہیں: ولادت کے بعد آسمان سے ایک سفید بادل آیا اور اُس نے حضور کو ڈھانپ لیا، آپ میرے سامنے سے غائب ہوگئے، پھر جلد ہی وہ حجاب دُور ہوگیا، مَیں نے ایک حسین منظر دیکھا: فَإِذَا بِهٖ مُدْرَجٌ فِيْ ثَوْبِ صُوفٍ أَبْيَضَ أَشَدَّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ، وَتَحْتَهٗ حَرِيْرَةٌ خَضْرَاءُ، قَدْ قَبَضَ عَلٰى ثَلَاثَةِ مَفَاتِيْحَ مِنَ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ الْأَبْيَضِ وَإِذَا قَائِلٌ يَقُوْلُ: قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰى مَفَاتِيْحِ النَّصْرِ وَمَفَاتِيْحِ الرِّيْحِ وَمَفَاتِيْحِ النُّبُوَّةِ. حضور ایک اُونی کپڑے میں لپٹے تھے جو دُودھ سے بھی زیادہ سفید تھا، نیچے سبز ریشمی بچھونا بچھا ہوا تھا، حضور کی مٹھی مبارک میں بارونق سفید موتی کی تین چابیاں تھیں اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع کی چابیوں، ہوا کی چابیوں اور نبوت کی چابیوں کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، حدیث:555، البدایہ والنہایہ، ج:6، ص:331، دار الکتاب العربی)

---

[1] أقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد۔ (صحيح مسلم، الحديث:482)

[2] شعر کی تشریح دیکھنے کے لیے کلک کریں: https://www.dawateislami.net/magazine/ur/ashar-k-tashreeh/yadgari-e-ummat-pay-lakhon-salam

**ہر چیز پر قبضہ:** دوسری روایت کے مطابق سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر ایک اور بادل آیا، اُس نے حضور کو ڈھانپ لیا، آپ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے، پھر وہ حجاب بھی دُور ہو گیا، مَیں نے دیکھا کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے: بَخٍّ بَخٍّ! قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا. لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ أَهْلِهَا إِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهِ. واہ واہ! ساری دُنیا جانِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مٹھی میں آگئی، زمین و آسمان کی تمام مخلوق آپ کے قبضے میں آگئی۔[1]

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی، ج:1، ص:82، دار الکتب العلمیۃ۔ المواہب اللدنیۃ، ج:1، ص:77، المکتبۃ التوقیفیۃ۔ فتاویٰ رضویہ، ج:30، ص:429)

**خوش حالی والا سال:** میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے پہلے قریشِ مکہ قحط سالی اور بہت تنگی میں مبتلا تھے، جس سال آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں جلوہ گر ہوا تو ہر طرف بہار آگئی، زمین ہریالی و سرسبز ہو گئی، درختوں پر پھل آگئے اور ہر طرح سے آسودگی و خوش حالی آگئی۔ چنانچہ اہلِ عرب اِس سال کو سَنَةُ الْفَتْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ (وُسعت و خوش حالی والا سال) کہتے تھے۔[2]

(السیرۃ الحلبیۃ، باب حمل امہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج:1، ص:72، دار الکتب العلمیہ، المواہب اللدنیہ، ج:1، ص:72، المکتبۃ التوقیفیہ)

# تذکرۂ شانِ ولادت و بعثت سے خوشی

مسلمان نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے میلادِ مبارک اور آپ کے اعلانِ نبوّت سے متعلق معجزات کا تذکرہ کرکے اپنے ایمان کو تازہ کرتے ہیں اور اپنے دلوں میں مسرت و خوشی محسوس کرتے ہیں۔ شانِ ولادت و شانِ اعلانِ نبوّت کے تذکرہ سے خوش ہونا نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں منبر نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، (حج کے موقع پر) مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ آپ کے سامنے حاضر تھے، آپ نے پوچھا: أَيُّهَا النَّاسُ أَفِيْكُمْ سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ؟ کیا تم میں سَواد بن قارِب موجود ہیں؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ آئندہ سال پھر پوچھا۔ سیدنا بَراء رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ مَیں نے سیدنا عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے پوچھا: امیر المؤمنین! سواد بن قارب کی کیا خاص بات ہے، جس کی وجہ سے آپ کو اُن کا انتظار ہے؟ آپ نے فرمایا: إِنَّ سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ كَانَ بَدْءُ إِسْلَامِهِ شَيْئًا عَجِيْبًا۔ سواد بن قارب کے اسلام لانے کا واقعہ بہت عجیب ہے۔ اِسی دوران سیدنا سواد

---

[1] اِن روایات سے یہ غلطی فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ موتی کی چابیوں یا ریشم کے کپڑے کو ہاتھ میں پکڑنے سے ہر چیز پر قبضہ کیسے ہو گیا؟ یہ چیزیں علامتی طور پر دی گئیں۔ جیسے آرمی چیف کو علامتی طور پر چھوٹی سی چھڑی دے کر کہا جاتا ہے: "کمان اُس کے حوالے کر دی گئی" اور یوں تمام اختیارات منتقل ہو جاتے ہیں۔

[2] وكانت تلك السنة التي حمل فيها برسول الله صلى الله عليه وسلم يقال لها: "سنة الفتح والابتهاج"، فإن قريشا كانت قبل ذلك في جدبٍ وضيقٍ عظيم، فاخضرّت الأرض، وحملت الأشجار، وأتاهم الرغدُ من كلِّ جانبٍ في تلك السنة.

بن قارب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُنھیں حکم دیا: حَدِّثْنَا بِبَدءِ إِسْلَامِكَ كَيْفَ كَانَ؟ اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنائیے۔ اُنھوں نے کہا: مَیں ہند (سرزمینِ ہندوستان) گیا ہوا تھا، اُن دنوں ایک جن کا میرے پاس آنا جانا تھا، ایک رات کو میں سویا ہوا تھا، اچانک وہ میرے خواب میں آ کر کہنے لگا: قُمْ فَافْهَمْ وَاعْقِلْ إِنْ كُنْتَ تَعْقِل… قَدْ بُعِثَ رَسُولٌ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِب۔ سواد! اُٹھ جاؤ اور اگر کچھ عقل و ہوش ہے تو سمجھو، قبیلہ لُوَیّ بن غالب میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔ اُس نے کچھ اشعار بھی سنائے۔[1]

پھر اُس مجھے بیدار کر دیا اور کہنے لگا: يَا سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ! إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ نَبِيًّا فَانْهَضْ إِلَيْهِ تَهْتَدِ وَتَرْشُدْ۔ سواد بن قارب! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ مکرم کو بھیج دیا ہے، تم اُن کی خدمت میں پہنچو، رشد و ہدایت پا جاؤ گے۔ سیدنا سواد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مسلسل تین راتوں تک میرے پاس آتا رہا، اسلام کا شوق دلاتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اشعار کہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی خوب محبت پیدا کر دی، مَیں نے فوراً تیاری کی اور مدینہ منوّرہ حاضر ہو گیا۔

جب میں مدینہ شریف پہنچا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا ہجوم تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: مَرْحَبًا بِكَ يَا سَوَادَ بْنَ قَارِبٍ! قَدْ عَلِمْنَا مَا جَاءَ بِكَ۔ ”سواد بن قارب، خوش آمدید! ہمیں تمھاری آنے کی وجہ معلوم ہے۔“ عرض کی: یارسول اللہ! مَیں نے ایک قصیدہ لکھا ہے، وہ سن لیجیے! سیدنا سواد نے جو قصیدہ پڑھا اُس میں یہ اشعار بھی تھے[2]:

فَأَشْهَدُ أَنَّ اللهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ
وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلَى كُلِّ غَائِبِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہر غیب کے امین ہیں (اللہ نے آپ کو ہر غیب کا علم دیا ہے)

وَأَنَّكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ شَفَاعَةً
إِلَى اللهِ يَابْنَ الْأَكْرَمِيْنَ الْأَطَايِبِ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت تمام رسولوں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے، اے معزز و پاکیزہ بزرگوں کے بیٹے!

---

[1] عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَأَنْجَاسِهَا … وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِأَحْلَاسِهَا
تَهْوِى إِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْهُدٰى … مَا مُؤْمِنُوهَا مِثْلَ أَرْجَاسِهَا
فَانْهَضْ إِلَى الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ … وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ إِلَى رَاسِهَا

[2] ابتدائی اشعار یہ ہیں: أَتَانِي رَئِيٌّ بَعْدَ لَيْلٍ وَهَجْعَةٍ … وَلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبِ
ثَلَاثُ لَيَالٍ قَوْلُهُ كُلَّ لَيْلَةٍ … أَتَاكَ رَسُولٌ مِّنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ
فَشَمَّرْتُ عَنْ سَاقِي الْإِزَارَ وَوَسَّطَتْ … بِيَ الذِّعْلِبُ الْوَجْنَاءُ عِنْدَ السَّبَاسِبِ

فَمُرْنَا بِمَا يَأْتِيكَ يَا خَيْرَ مَنْ مَشٰى
وَإِنْ كَانَ فِيمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اے مخلوق میں بہترین! آپ کو جو بھی وحی آتی ہے اُس کے مطابق ہمیں حکم فرمائیں، (ہم اُس پر عمل کریں گے) چاہے کتنا ہی مشکل کیوں نہ ہو

وَكُنْ لِيْ شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

یارسول اللہ! قیامت کے دن میری شفاعت کیجیے گا، جس دن آپ کے علاوہ سواد بن قارب کو نفع پہنچانے والا کوئی نہیں ہوگا

سیدنا سواد نے فرمایا: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ. رسول اللہ ﷺ میرا واقعہ اور قصیدہ سن کر (خوشی سے) خوب ہنسے حتّٰی کہ آپ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں اور فرمایا: أَفْلَحْتَ يَا سَوَادُ. "سواد! تم کامیاب ہوگئے"۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا آپ کا جن اب بھی آپ کے پاس آتا ہے؟ عرض کی: مُنْذُ قَرَأْتُ الْقُرْآنَ لَمْ يَأْتِنِيْ، وَنِعْمَ الْعِوَضُ كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْجِنِّ. جب سے قرآنِ مجید کی تلاوت نصیب ہوئی ہے وہ کبھی نہیں آیا اور مجھے جن کے بجائے کتاب اللہ مل گئی، یہ بہت اعلیٰ بدل ملا ہے۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:2، ص:249، دار الکتب العلمیہ، تاریخِ دمشق، ج:72، ص:322، دار الفکر، وھو مذکور فی سیر أعلام النبلاء والإصابۃ)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر اُنھیں گلے لگا لیا اور فرمایا: قَدْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ هٰذَا مِنْكَ. مجھے آپ کی زبان سے یہ واقعہ سننے کی بہت چاہت تھی۔[1]

# شانِ ولادت کا ذکر اور محبت و اِطاعت کا فروغ

نبی کریم ﷺ کی محبت و اِطاعت ایمان کی جان ہیں، جب تک محبت و غلامیٔ رسول ﷺ نصیب نہ ہو ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منانے، گلی محلوں کو سجانے، محافل کا اہتمام کرنے، فضائل و کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ سننے سنانے... سبھی کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اِس سے محبت و اِطاعت کا جذبہ مزید بیدار ہو۔ چنانچہ ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اِس جشنِ میلاد کے موقع پر ہماری محبت میں کتنا اِضافہ ہوا ہے؟ ہم نے سیرتِ طیبہ کے بارے میں کیا کچھ مزید سیکھا ہے؟ نیز ہمارے اندر جذبۂ اِطاعت پہلے سے کتنا بڑھا ہے؟

---

[1] يقول سيدنا سواد: فَفَرِحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهٗ بِإِسْلَامِيْ فَرَحًا شَدِيدًا حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وُجُوهِهِمْ. قَالَ: فَوَثَبَ عُمَرُ: فَالْتَزَمَهٗ وَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَ هٰذَا مِنْكَ. (المستدرک علی الصحیحین، حدیث:6558، المعجم الکبیر، حدیث:6475)

**قرآنِ کریم اور ذکرِ میلاد:** قرآنِ مجید میں ربّ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم ﷺ کے میلاد کا تذکرہ فرماتے ہوئے اُن کے ایسے حسین اوصاف ذکر فرمائے ہیں جنھیں جان کر محبتِ رسول ﷺ کا سمندر جوش مارنے لگتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ”یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے وہ عظیم الشان رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت گراں گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں، مسلمانوں پر بہت مہربان، رحمت فرمانے والے ہیں۔“[التوبہ 9:128]

نفسیاتی اُصول ہے کہ انسان جسے اپنا مُحسن و مہربان سمجھتا ہے اُس کے ساتھ محبت کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ربّ تعالیٰ نے اُمّت کا جذبۂ محبت بڑھانے کے لیے آیتِ کریمہ میں اُنھیں احساس دلایا کہ تمہارے پاس تشریف لانے والے رسول تم پر بہت ہی مہربان ہیں اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی مہربانی ذکر فرمانے کے لیے اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دو(۲) نام آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کہا:

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا
”رؤف“ و ”رحیم“ و ”علیم“ و ”علی“ ہے

**محبت و غلامی...لازم و ملزوم:** نبی کریم ﷺ کی محبت اور آپ کی اِطاعت و غلامی... دونوں ہی ربّ تعالیٰ کی خاص عنایات ہیں، دونوں ایمان کی جان ہیں اور آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اگر کسی شخص کو محبت نصیب ہو، مگر سنت کی پیروی نہ کرے تو اِس کا مطلب ہے کہ ابھی محبت ناقص ہے... اور اگر کوئی اِطاعت پر بہت زور دے، مگر دل میں محبت کی چاشنی نہ ہو تو خدشہ ہے کہ یہ اِطاعت اُس کے کسی کام نہ آئے۔

چنانچہ ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے کہ محبتِ رسول ﷺ میں بھی اِضافہ ہوتا رہے اور سنت پر عمل کا جذبہ بھی بڑھتا رہے۔

**ارشادِ نبوی:** سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مجھے جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: يَابُنَيَّ! إِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِي قَلْبِكَ غِشٌّ لِأَحَدٍ فَافْعَلْ۔ ”پیارے بیٹے! اگر ایسا کر سکو کہ صبح ہو یا شام، تیرے دل میں کسی کے بارے کھوٹ (بدخواہی، حسد اور کینہ) نہ ہو تو ضرور ایسا کرنا۔“

پھر فرمایا: يَابُنَيَّ! وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي، وَمَنْ أَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ۔ ”پیارے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت (شریعت) کو زندہ کیا (خود بھی اُس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اُس کی تعلیم اور اُس پر عمل کی

دعوت دے کر اُسے رواج دیا[1]) ضرور اُسے میری (سچی اور کامل) محبت نصیب ہوئی، اور جسے میرا پیار نصیب ہو گیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا"۔ (جامع ترمذی، حدیث:2678)

# حرفِ آخر

شاعرِ مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کہا:

شبے پیشِ خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند

ایک رات میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زار و قطار رو کر التجا کی: یا اللہ! مسلمان کیوں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟

ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

تو ندا آئی: تمہیں معلوم نہیں کہ اِن کے پاس دل تو ہیں مگر محبوب نہیں ہے

مسلمانوں کا عروج، کامیابی اور ترقی کل بھی غلامیٔ رسول ﷺ میں تھی اور آج بھی غلامیٔ رسول ﷺ میں ہے۔ سچا غلام وہ ہوتا ہے جو خود کو اپنے مالک کے حکم کا پابند رکھے۔

اللہ تعالیٰ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں ہماری بخشش و مغفرت فرمائے اور ہمیں محبت واطاعتِ رسول ﷺ کی توفیق سے نوازے۔ ربّ تعالیٰ اِس خوشیوں والے مبارک مہینے کی برکت سے تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا کرے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

[1] ایسے مواقع پر "سنت" سے شریعت مراد ہوتی ہے۔ شیخ محقق نے ایک حدیث پاک کی شرح میں لکھا: (من أحيا سنة) أی: أقامها ورَوَّجَها وأيّدها وقوّاها، والمراد بالسنة: الطريقة المسلوكة فی الدين وشرائع الإسلام ولو كانت فرضًا وواجبًا... (لمعات التنقیح)